

خواتین تو قبروں تک میں محفوظ نہیں ہیں!

وسطیٰ پنجاب کے ایک ضلع میں گزشتہ برس چند لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ مقامی قبرستان میں خواتین کی قبروں پر فاتحہ پڑھتے ہوئے ایسے لگتا ہے جیسے یہ بالکل تازہ کھودی گئی ہوں۔ یہ کیفیت مردوں کی قبروں پر نہیں ہوتی تھی۔ چیپس فروری 2020ء کو ایک خاتون فوت ہوئی تو حسب روایت اسے پوری تعظیم سے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ دو تین دن کے بعد جب لواحقین قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے گئے تو وہاں حالات دیکھ کر ان کا خون منجمد ہو گیا۔ قبر مکمل طور پر کھلی ہوئی تھی اور اس میں خاتون کی ڈیڈ بادی موجود نہیں تھی۔ رشتہ داروں اور عزیزوں کو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ اپنی عزیزہ کی لاش کو قبرستان میں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ انہیں کچھ بھی نہ مل سکا۔ رشتہ دار خاتون کی لاش مکمل طور پر غائب تھی۔ قبرستان کے اندر ہی ایک خستہ حال کمرے میں گورکن رہتا تھا۔ سب دوڑے دوڑے اس کے گھر چلے گئے۔ گورکن اس وقت گھر پر موجود نہیں تھا۔ کافی دیر آوازیں دینے کے بعد ایک شخص اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ خاتون کی برهنہ لاش موجود ہے۔ اور ایک بدجنت شخص اس سے جنسی زیادتی کر رہا ہے۔ تمام رشتہ دار اندر آ گئے۔ بے حرمتی کرنے والے شخص کے وہم و مگان میں بھی نہیں تھا کہ متوفی کے عزیز کمرے کے اندر آ کر سب کچھ دیکھ لیں گے۔ اس نے فوری طور پر معافی مانگنا شروع کر دی۔ پیر پکڑنے شروع کر دیئے۔ پولیس کو خبر کی گئی۔ اس شخص کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کم جنت آدمی کا نام اشرف تھا۔ خان پور کا رہائشی تھا اور گورکن کا قریبی رشتہ دار تھا۔ کئی ماہ سے قبرستان میں بطور مہمان رہائش پذیر تھا۔ دوران تفییش اشرف نے تسلیم کیا کہ وہ اس قبرستان میں کئی مردہ خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کر چکا ہے۔ یہ واقع پچھلے سال کے دوسرے ماہ یعنی فروری کا ہے۔ ضلع کا نام لکھنا نہیں چاہتا۔ تمام تفصیلات اخبارات میں موجود ہیں۔

بالکل اسی طرح کراچی کے اسماعیلی گوٹھ قبرستان میں ایک خاتون کو دفن کیا گیا۔ اگلے دن جب عزیز فاتحہ خوانی کیلئے گئے تو خاتون کی لاش قبر سے باہر موجود تھی۔ معلوم ہوا کہ ڈیڈ بادی کے ساتھ کئی لوگوں نے جنسی فعل سرانجام دیا ہے۔ اس کے بعد لاش کو چھوڑ کر فرار ہو گئے ہیں۔ شریف اور غریب خاندان تھا۔ انہوں نے بڑے صبر سے دوبارہ تدفین کی اور واپس گھروں کو چلے گئے۔ انکا فیصلہ تھا کہ اس گھناؤ نے واقعہ کو کسی کے علم میں نہیں لائیں گے۔ مگر یہ بات مقامی پولیس کو معلوم ہو گئی۔ پولیس نے لاش کا بوسٹن مارٹم کروانا۔ معلوم ہوا کہ جھلوگوں نے لاش کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے۔ وہ

درندے جنہوں نے یہ فتح فعل کیا، آج تک گرفتار نہ ہو سکے۔ اسی طرح، 2011ء میں نارتھ ناظم آباد کراچی کے گورکن کو گرفتار کیا گیا۔ دوران تفتیش اس بد بخت نے اعتراف کیا کہ گزشتہ چند سالوں میں اس نے اڑتا لیس (48) تدفین شدہ خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کی ہے۔ وہ گرفتار بھی اتفاق سے ہوا تھا۔ مقامی آبادی کے ایک بچے نے گورکن کو یہ ظلم کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس نے یہ تمام واقعہ اپنے گھر میں والد کو بتایا تھا۔ مقامی لوگوں نے گورکن کو یہ غلیظ فعل کرتے ہوئے موقع پر پکڑ لیا۔ اور اس طرح یہ شخص حادثاتی طور پر گرفتار ہو گیا۔ اگر یہ معاملہ مقامی لوگوں کے علم میں نہ آتا اور وہ اس بد بخت آدمی کو موقع پر گرفتار نہ کرتے تو آگے صرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔ پہنچنے کتنا مزید عرصہ یہ سفلی انسان خواتین کی لاشوں کی بے حرمتی کرتا رہتا۔

ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے عرض کروں گا کہ مردہ خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے کا عمل ایک بیماری ہے۔ میڈیسین کی زبان میں اسے necrophilia کہا جاتا ہے۔ اس ذہنی مرض میں مبتلا افراد یہ ظلم تواتر سے پوری عمر کرتے رہتے ہیں۔ قبرستان میں موجود سرکاری اور غیر سرکاری عملہ باقاعدہ پیسہ لے کر ان کو یہ خبیث فعل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ کئی بار موجود گورکن بذات خود اس ظلم میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ میری نظر سے دو ایسے افراد گزرے ہیں جو دیکھنے میں حد درجہ معزز اور رئیس معلوم ہوتے تھے۔ مگر وہ نیکروفلیا کے مریض تھے۔ یہ بات بھی مجھے ان دونوں نے بطور ڈاکٹر بتائی۔ یہ بھی بتایا کہ وہ اس کام کے لئے قبرستان نہیں جاتے۔ بلکہ مختلف میڈیکل کالجوں کے مردہ خانوں کے چوکیداروں سے رابطے میں رہتے ہیں۔ چوکیدار وغیرہ کو باقاعدہ ماہانہ پیسے دیے جاتے ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں Dissection کے لئے لاوارٹ لاشیں لائی جاتی ہیں۔ لہذا یہ لوگ، مقامی عملہ سے مل کر اپنا یہ شیطانی کھیل بڑے آرام سے کھیلتے رہتے ہیں۔ بغیر کسی روک ٹوک کے، بغیر کسی خوف کے۔ شائد آپ کو میری باتیں عجیب سی لگیں۔ شائد آپ میرا کالم پڑھنا ترک کر دیں۔ مگر آپ جس بھی شہر یا قصبه میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں کے قبرستانوں اور مردہ خانوں کے عملہ کو اعتماد میں لے کر یہ سب کچھ پوچھ سکتے ہیں۔ لازم ہے کہ کوئی بھی اس حیوانی فعل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ مگر یہ ضرور بتائے گا کہ اس کے علم میں اس طرح کے متعدد واقعات ہیں۔ پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں کوئی ایسے معتبر اعداد و شمار موجود نہیں ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ اس بیماری میں مبتلا لوگوں کی تعداد کتنی ہے۔ مگر یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ نیکروفلیا کے ذہنی مرض میں مبتلا اشخاص ہر ملک اور ہر معاشرے میں موجود ہیں۔ مگر ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ہمارے ملک میں بھی یہی حال ہے۔ اس طرح کے غلط واقعات ررددہ ڈالنے کی بھر بور کوشش کی جاتی ہے۔

لواحقین بدنامی کے ڈر کی بدولت کسی سے بھی ذکر کرنا نامناسب سمجھتے ہیں۔ ڈرتے ہیں کہ معاشرے میں ان کی بے عزتی ہوگی۔ مگر اس خوف سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو اس قیامت خیز فعل میں ملوث ہیں۔

بچھلے کچھ عرصے سے ہمارے معاشرے میں خواتین اور بچپوں کے حوالے سے جنسی تشدد کے واقعات بہت بڑھ گئے ہیں۔ کوئی نہ کوئی ادنیٰ خبر تقریباً روز دیکھنے اور سننے کو ملتی ہے۔ مگر میرا تجزیہ یہ ہے کہ اس طرح کے جرائم ہمارے ملک میں ہمیشہ سے پوری شدت سے موجود تھے۔ طالبات کو ہر اس کرنا، انکا پیچھا کرنا، انہیں تنگ کرنا، یہ سب کچھ ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لڑکیوں کے کالجوں کے سامنے اوباش نوجوان آج بھی موجود رہتے ہیں۔ نوجوانوں کا ذکر چھوڑ یے، پختہ عمر کے لوگ بھی خواتین کو مکروہ طریقے سے گھورتے نظر آتے ہیں۔ نئی بات یہ ہوئی ہے کہ سوشنل میڈیا پر اس طرح کے واقعات چند منٹوں میں پوری دنیا کے سامنے آ جاتے ہیں۔ موبائل فون میں ویڈیو بنانے کا عمل اب کسی معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی سب کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ سوشنل میڈیا کی اتنی طاقت ہے کہ اس پر موجود مواد، مضبوط سے مضبوط حکومتی اداروں کو بھی ملزم کو گرفتار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ویسے ہمارے ہاں تو ہر حکومت ثابت اور بروقت کام کرنے کی بجائے دراصل رد عمل کی شکار رہتی ہے۔ مگر ان تمام معاملات میں سوشنل میڈیا ایک فیصلہ کن حیثیت سے سامنے آیا ہے۔ لستیم کرتا ہوں کہ معاشرے کی سماجی ساخت میں ایک سو اسی کے زاویہ سے تنزلی آئی ہے۔ دوسرے تین دہائیوں میں پورا معاشرہ مکمل طور پر بھونچاں کا شکار ہوا ہے۔ اخلاقی قدر یہ منفی طور پر پروان چڑھی ہیں۔ خواتین، بچپوں اور بچپوں کے ساتھ جنسی ظلم اب فور اسامنے آ جاتا ہے۔ یادگار پاکستان میں ٹک ٹاک بنانے والی خاتون کا معاملہ ہو۔ یا چنگ پھی رکشہ پر سوار خواتین کے ساتھ ایک اوباش نوجوان کا رکشہ میں آ کر بد تیزی کرنے کاالمیہ ہو، ہماری خواتین، اس تباہ شدہ معاشرے میں مکمل طور پر غیر محفوظ ہیں۔ مگر کیا گلہ کریں۔ کس سے شکایت کریں۔ اس منافق معاشرے میں تو خواتین مرنے کے بعد اپنی قبروں تک میں محقق ظن نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ اخلاقی، سماجی زوال اور کیا ہو!